

تصحیح یقین بر ختم نبیین

شہزادۂ اعلیٰ حضرت، تاجدار اہل سنت، امام المشائخ، مفتی اعظم ہند

آل رحمٰن ابوالبرکات شاہ محمد مصطفےٰ رضا خان قادری نوری

WWW.MUFTIAKHTARRAZAKHAN.COM

www.muftiakhtarrazakhan.com

رسالہ

تصحیح یقین

بر

ختم نبیین

ختم نبوت

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

نئی روشنی کے دل دادوں اور اس ظاہری ترقی کے عاشقوں کے طور پر، زمانۂ حال میں جہاں یورپ، امریکہ اور جاپان وغیرہ نے نمایاں دنیوی ترقیاں کیں، کسی نے قسم قسم کے آلے نکال کر اگر لوگوں کو محوِ حیرت کیا تو کسی نے عجیب عجیب مشینیں ایجاد کر کے، خصوصاً اس جنگ کے زمانے میں جرمن کے حیرت افزا شعبدوں اور سحر انگیز کرشموں نے تو چھوٹے سے بڑے تک سب کو متحیر بنا دیا۔ یہی نہیں کہ اس کی ان شعبدہ بازیوں سے ہمارے ہندوستان والے ہی محوِ حیرت واستعجاب ہوں، بل کہ وہ یورپین وامریکن ترقی یافتہ بھی انگشت حیرت در دہاں ہیں جنھوں نے اپنی ایجادات سے لوگوں کو متعجب کر دیا تھا۔

ہمارے ہندوستانیوں نے بھی خیال کیا کہ لاؤ بہتی گنگا ہے ہم بھی ہاتھ دھو لیں، مذہب کو خیر باد کہہ کر یورپ کی اندھی تقلید کی اور دنیوی ترقی کے درپے ہو لیے، اور ہمارے ہم ملک ہندوؤں نے بھی اپنی چلتی ترقی کرنے میں بہت کچھ کوشش کی، اور اگرچہ وہ یورپ کی سی ترقی نہ کر سکے، مگر پھر بھی وہ اپنے ہم وطن دیگر اقوام سے دنیوی بازی لے گئے اور صنعت وحرفت وتجارت وغیرہ میں بہت آگے بڑھ گئے۔ مگر اس لیے کہ انھوں نے اپنا مذہب چھوڑا اور دنیا کو لیا۔ چوں کہ ان کے مذاہب چھوڑ ہی دینے کے تھے (اگرچہ انھیں دین حق کی تلاش اور پابندی کرنی تھی جو انھوں نے نہ کی) ان کی طرف دنیا بڑھی اور انھیں مل گئی۔

مگر ہمارے مسلمان جنھوں نے ان کی دیکھا دیکھی دنیا اختیار کی اور مذہب کو پیٹھ دی انھیں دنیا بھی نہ ملی اور دین سے بھی ہاتھ دھو بیٹھے۔ ع

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم

نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے

کاش ان کی آنکھیں اب بھی کھلتیں اور وہ سمجھتے کہ یہ مذہب حق سے روگردانی کا نتیجہ ہے، یا اتنا ہی

سمجھ لیتے کہ ہم جسے ترقی سمجھ رہے ہیں وہ حقیقۃً تنزل ہے۔ مگر سخت افسوس تو یہ ہے کہ وہ اس تنزل کو ترقی سمجھے ہوئے ہیں، اور ترقی معکوس کے طالب ہیں۔

آہ! اسی لیے مسلمانوں کی حالت روز بروز ابتر ہوتی جاتی ہے، وہ اپنے پاک اور مقدس مذہب پر مضبوطی سے قائم رہتے اور دین حق کے مبارک سایہ میں رہ کر دنیا کماتے تو ان کی یہ بری حالت کیوں ہوتی، ان کا افلاس اور ان کی ہلاکت کا باعث ان کا اپنا کیا ہوا فعل ہے، وہ کیا؟ وہ یہی مذہب کو پشت نمائی۔

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ﴾ (۱)

بے شک اللہ تعالیٰ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک وہ خود اپنی حالت نہ بدلیں۔

پھر وہ جن کے پاس یہ دھوکے کی ٹٹی بھی نہ تھی، یعنی آج کل کے اسباب ترقی دنیوی، انھوں نے کہا: ہم کیوں خاموش رہیں۔ لوگوں نے دنیوی ترقیاں کیں اور نئی نئی ایجادیں ہوئیں ہم میں یہ کمی ہے کہ دنیوی کوئی شی ایجاد نہیں کر سکتے تو دین میں تو اختراع کر سکتے ہیں۔ اب کیا تھا نئے نئے مذاہب کی مشینریاں کھل گئیں، روزانہ نئے نئے دین پیدا ہونے لگے۔ کوئی اہل قرآن بنتا ہے، کہتا ہے حدیث کوئی چیز نہیں۔ کوئی اہل حدیث بنتا ہے، کہتا ہے ائمہ کوئی چیز نہیں، ان کی تقلید ہم پر فرض نہیں، تقلید حرام ہے۔ حالاں کہ خود قرآن عظیم میں باوجود اس کے کہ فرمایا: ﴿تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ﴾ (۲) اس قرآن میں ہر چیز کا کھلا بیان ہے۔ یہ بھی فرمایا:

﴿وَمَا يَعْقِلُهَا إِلَّا الْعٰلِمُوْنَ﴾ (۳)

اسے نہیں سمجھتے مگر علما۔

یوں ہی فرمایا:

﴿فَسْئَلُوْا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ﴾ (۴)

علما سے دریافت کرو اگر تم نہ جانتے ہو۔

---

(۱) [سورۃ الرعد: ۱۱]]

(۲) [سورۃ النحل: ۸۹]]

(۳) [سورۃ العنکبوت: ۴۳]

(۴) [سورۃ النحل: ۴۳]

پھر علما کہاں سے کہتے ہیں۔ وہ خود قرآن عظیم کے رموز ونکات سمجھنے پر قدرت نہیں رکھتے، اسی لیے خود قرآن عظیم میں ارشاد فرمایا:

﴿ وَأَنزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ ﴾(۱)

ہم نے یہ کتاب کریم آپ کی طرف اس لیے اتاری کہ آپ لوگوں سے اسے بیان فرمادیں جو چیز ان کے لیے اتاری گئی۔

حضرت عمر فاروق عادل واعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد ہے کہ کچھ لوگ قریب قیامت زمانہ میں ہوں گے، وہ تم سے قرآن کریم کے مشتبہ کلمات کریمہ میں نزاع کریں گے، تمہیں چاہیے کہ تم ان پر حدیثوں سے گرفت کرو۔

''فان أصحاب السنن أعلم بكتاب الله.''(۲)

اس لیے کہ حدیث جاننے والے قرآن عظیم کو خوب جانتے ہیں۔

قرآن عظیم میں ارشاد ہوا:

﴿ يُضِلُّ بِهِ كَثِيراً وَيَهْدِي بِهِ كَثِيراً ﴾(۳)

اسی قرآن سے بھتیرے گمراہ ہوتے ہیں اور بھتیرے سیدھی راہ پاتے ہیں۔

تو ظاہر ہوا جو یہ کہے کہ.....حدیث کوئی چیز نہیں، ہم تو جو قرآن میں ہے وہی مانیں گے۔ وہ گمراہ و بددین ہے۔ یوں ہی وہ جو کہے کہ.....ہم تو صرف حدیث ہی پر عمل کریں گے، ہمیں ائمہ سے کیا غرض وہ قرآن عظیم کا مخالف اور گمراہ ہے، خیر ہم کہاں سے کہاں ہو رہے۔ ہاں کہنا یہ ہے کہ روزانہ مذہب حق کے دشمن مذہب میں شاخسانے نکالتے اور طرح طرح کے فتنے برپا کرتے ہیں، اور اس کا اصل باعث وہی ہوس دنیا اور جاہ وشہرت طلبی ہے، کوئی ائمہ کو گالیاں دیتا ہے۔ کوئی صحابہ کو برا کہتا ہے۔ کوئی۔ اور اونچا اڑا تو انبیا تک پہنچا۔ انہیں چوڑھا چمار کہا۔ اور بعض نے اور زیادہ ترقی کی تو حضرت سید الانبیا علیہم افضل الصلاۃ والثنا کو بھی نہ چھوڑا۔

---

(۱) [سورۃ النحل: ٤٤]

(۲) سنن الدارمی [باب التورع عن الجواب فيما ليس فيه كتاب ولا سنة: ۱/ ۲٤۰ عن عمر بن الخطاب] شرح السنة للبغوی [باب الاعتصام بالكتاب والسنة: ۱/ ۲۰۲]

(۳) [سورۃ البقرۃ: ۲٦]

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے میلاد کو کنہیا کا جنم کہا۔ حضور کے علم عظیم کو شیطان کے علم سے کم کہا۔ کسی نے کہا: انھیں تو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں، اپنے خاتمہ کی بھی خبر نہیں۔ حضور کا علم غیب تو ایسا ہے جیسے زید وعمرو صبی ومجنون سب حیوانات وبہائم کا۔ پھر اور ترقی کی تو اب حضرت عزت تک نوبت پہونچائی اور اس پاک قدوس کی شان گھٹانا چاہی، بعض نے اس کا جھوٹا ہونا ممکن ٹھہرایا۔ بعض نے اس سے زیادہ ترقی کی کہ اسے کاذب بالفعل مانا، یعنی خدا اس عیب سے (معاذ اللہ) ملوث ہو چکا۔ پھر ایک یہی نہیں، جتنے عیوب ہیں: زنا کاری، شراب خوری، چوری وغیرہ وغیرہ سب وہ کر سکتا ہے۔ اب کچھ وہ تھے جنھوں نے کہا: لاؤ سیدھے نبوت ہی کے مدعی بنو، بھیترے ہمارے دام تزویر میں پھنس جائیں گے، مگر یکا یک نہیں، یوں پھنسنا ذرا دشوار ہوگا، پہلے اس کی تمہید اٹھاؤ، یعنی ختم نبوت کا انکار، اور قرآن عظیم میں جو خاتم النبیین صاف فرمایا گیا ہے اس کی تاویلیں کرو۔ سب میں پہلے اس کی کوشش اسماعیل دہلوی نے کی کہ کہا:

''خدا تو قادر ہے کہ ایک آن میں محمد جیسے کروڑوں پیدا کر ڈالے''

مگر اسے ادعائے نبوت کا وقت نہ ملا۔ پھر اس کی اس ناپاک کوشش سے قاسم علی نانوتوی نے فائدہ اٹھانا چاہا اور تحذیر الناس خاص اسی بارے میں تصنیف کی، مگر وقت کی بات کہ وہ بھی اس کا وقت نہ پاسکا اور قبل اس کے کہ وہ دعوی نبوت کرے دنیا سے اٹھ گیا۔ پھر ان دونوں کے کیے سے قادیانی نے فائدہ اٹھایا اور بڑے شد ومد سے دعوی نبوت ومسیحیت کیا۔ اور ایک قادیانی ہی نے کیا اکثر کو ان کی ان بے ہودہ کوششوں سے اپنے ناپاک مقصد میں مدد ملی، گھر گھر نبوت کے دعوے ہونے لگے، مسموع ہوا ہے کہ اب بھی کوئی احمد الزماں نامی مدعی نبوت ہے، آج ہمدم ۲۸؍ اکتوبر....۱۹ء ہمارے سامنے ہے، اس کے مراسلات میں ایک حیدر آبادی صاحب نے ایک اور مجہول منکر ختم نبوت کا بے سروپا مضمون شائع کرایا ہے اور اس کے رد کی استدعا کی ہے، اول ہم تحقیق مسئلہ کریں پھر مجہول صاحب کے جنون کا علاج۔

ہم ابھی تمہید میں وہ نفیس ترتیب جو قرآن کریم نے ارشاد فرمائی بیان کر چکے کہ عامۃ المسلمین کو علما سے دریافت کا حکم ہے، اور علما کو نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم کی احادیث طیبہ سے، اور حضور کو قرآن عظیم سے۔ اسی لیے اسلام میں کسی مسئلہ کے ثبوت کے لیے چار صورتیں ہیں کہ.... یا تو وہ کتاب سے ثابت ہوگا۔ اور کتاب (قرآن عظیم) میں اس کا حکم نہ ملے تو سنت اور حدیث سے۔ اور اس میں بھی نہ ہو تو اجماع امت سے کہ حضور کا ارشاد ہے: ((لا تجتمع أمتي على الضلالة)) (۱)

---

(۱) (السنن لابن ماجة، باب السواد الأعظم: ۲/ ۱۳۰۲)

اور فرماتے ہیں: صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

((اتبعو السواد الأعظم))(۱)

سواداعظم کی اتباع کرو۔

اس کے بعد چوتھا درجہ قیاس ائمہ مجتہدین ہے۔ یہ مسئلہ ایک ایسا مسئلہ ہے کہ کتاب کریم وسنت حبیب علیہ الصلاۃ والتسلیم واجماع امت سب سے ثابت ہے۔ انصاف یہ ہے کہ اس میں ذرا بھی خلاف کی گنجائش نہ تھی مگر شہرت طلبی اور دنیا کی حرص وہوس کا برا ہو، یہ اندھا کر دیتی ہے اور ہے یہ کہ جس سے خدا دین لیتا ہے اس کی عقل وحیا پہلے چھین لیتا ہے۔

ایک واقعہ مشہور ہے کہ ایک شخص مکہ معظّمہ پہنچا، وہاں اس کو خیال ہوا کہ میں یہاں آیا، نہ میں کسی کو جانتا ہوں نہ کوئی مجھے پہچانتا ہے، کوئی ایسی بات کرو جس سے شہرت ہو، اور تو اسے کوئی ذریعہ شہرت نہ مل سکا اس نے زمزم شریف میں پیشاب کر دیا، لوگوں نے اسے گرفتار کرلیا اور یہ خبر عام ہوگئی، تمام شہر کے لوگ سے دیکھنے آئے، سزا دیتے وقت اس کی اس ناپاک حرکت کی وجہ دریافت کی گئی تو اس نے یہی کہا: میں یہاں آیا، نہ کوئی مجھے جانتا نہ میں کسی کو پہچانتا تھا، اب مجھ سے سب واقف ہوگئے اور میں مشہور ہوگیا۔ بھلا جس کا سد باب خود خدائے کریم عزوجل نے کیا ہو اسے کون کھول سکتا ہے، جس پر الٰہی مہربان ہو اسے کون ذڑ سکتا ہے۔

﴿يُرِيْدُونَ لِيُطْفِؤُوا نُورَ اللهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللهُ مُتِمُّ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُونَ﴾(۲)

اس مسئلہ کا انکار کرنا آفتاب کا انکار کرنا ہے، اور قد تنكر العين من رمد کا مصداق بننا اور چاند پر خاک ڈالنے کا حاصل اپنی آنکھوں اپنے منھ میں خاک بھرنا ہے، جب حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (جنھیں حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے متبنّیٰ فرمایا تھا) حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو طلاق دے دی اور اللہ عزوجل نے اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نکاح حضرت زینب سے عرش پر فرمادیا تو کفار عرب معترض ہوئے کہ.....

"ان محمداً (صلى الله تعالىٰ عليه وسلم) تزوج حليلة ابنه."(۳)

---

۱) (مشكاة المصابيح، باب الاعتصام بالكتاب والسنة الفصل الثانى:۱/۶۲)

۲) [سورۃ الصف:۸]

۳) [فتح البارى لابن حجر قوله باب وتخفى في نفسك..... ۸/۵۲٤]

حضور نے اپنے بیٹے کی بی بی سے نکاح کرلیا، اس پر آیت کریمہ نازل ہوئی:

﴿مَّا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلٰكِن رَّسُولَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ﴾ (۱)

محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمہارے مردوں سے کسی کے باپ نہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے رسول اور خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

قرآن عظیم کے لطائف ملاحظہ ہوں، جواب تو اتنا ہوگیا تھا کہ وہ تم میں سے کسی کے باپ نہیں۔ اب اس کے آگے: لیکن اللہ تعالیٰ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔ کیا ہی نفیس ولطیف ومقدس کلام ہے، اور کیوں نہ ہو کہ کلام الملوک ملوک الکلام مشہور ہے، پھر یہ تو ملک الملوک عز جلالہ کا کلام بلاغت نظام ہے اور اسے اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وقار وعزت وشان کا اہتمام ہے، اگر اتنا ہی فرمادیا جاتا کہ وہ تم میں سے کسی کے باپ نہیں، تو بعض لوگوں کو وہم ہوسکتا تھا کہ جب حضور باپ نہیں تو بھائی ہوں گے کہ:

﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ﴾ (۲)

فرمایا گیا ہے۔ اور بھائی کا مرتبہ ظاہر ہے کہ باپ کے بعد ہے، اس وہم کے دفع کے لیے ارشاد ہوا: ﴿ولكن رسول الله﴾ لیکن اللہ کے رسول ہیں۔ اور ہر رسول اپنی امت کا باعتبار شفقت ورحمت اور اس لحاظ سے کہ امت پر اس کی تعظیم وتوقیر فرض ہے، اور اس اعتبار سے کہ ناصح ہے، باپ ہوتا ہے، بلکہ باپ سے بھی زیادہ کہ یہ امت کی حیات ابدیہ کا سبب ہوتا ہے، بخلاف باپ۔ اسی لیے ارشاد فرمایا: ﴿النبي اولى بالمؤمنين من أنفسهم.﴾ حقیقۃً باپ نہ سہی مگر باپ کے جو کام ہیں وہ اور ان سے بڑھ کر رسول کے ذمہ ہوتے ہیں۔

امام علامہ فخر الدین رازی ''تفسیر کبیر'' میں اسی آیت کریمہ کے تحت میں فرماتے ہیں:

''فان رسول الله كالأب للأمة في الشفقة من جانبه، وفي التعظيم من طرفهم بل أقوى، فان النبي أولى بالمؤمنين من أنفسهم والأب ليس كذلك.'' (۳)

علامہ ابو السعود علیہ رحمۃ ربہ الودود ''ارشاد العقل السلیم'' میں ارشاد فرماتے ہیں:

''أي كان رسولا لله، وكل رسول أبو أمته لكن لا حقيقة بل بمعنى أنه شفيق

---

(۱) [سورۃ الاحزاب: ۴۰] (۲) [سورۃ الحجرات: ۱۰]

(۳) [تفسير الرازي سورة الأحزاب: ۴۱-۲۵/۱۷۱]

ناصح لهم، وسبب لحياتهم الأبدية."(١)

"تفسیر مدارک التنزیل" امام ابوالبرکات نسفی اور "تفسیر خازن" علامہ علاؤالدین علی بن محمد بن ابراہیم بغدادی علیہما رحمۃ الباری میں ہے:

"كل رسول هو أبو أمته فيما يرجع الى وجوب التوقير والتعظيم له عليهم، ووجوب الشفقة والنصيحةلهم عليه."(٢)

آگے ارشاد ہوتا ہے:

﴿وخاتم النبيين﴾ اور سب انبیا کے خاتم۔

کلام میں حشو وزوائد ہونا سخت عیب ہے، اللہ عزوجل کا کلام مقدس اس عیب اور ہر عیب سے پاک ومنزہ ہے، یہ مسلمان کا ایمان ہے، تو ظاہر کہ اس نفیس کلام کا ہر ہر حرف مفید مطلب ہے۔ یہاں یہ فرمانا یہ بتاتا ہے کہ یوں تو ہر رسول اپنی امت کے حق میں رحمت ہے مگر آپ عین رحمت ہیں، اسی لیے ارشاد ہوا:

﴿وَمَا أَرۡسَلۡنٰكَ إِلَّا رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِيۡنَ﴾ (٣)

اے پیارے محبوب ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت تمام عالموں کے لیے۔

اور اس فرق کی وجہ ظاہر ہے کہ یہ خاتم النبیین ہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ وہ نبی جس کے بعد اور بھی نبی آنے والا ہو اگر اس سے کوئی بات رہ جاتی ہے تو وہ آنے والا نبی اسے پورا فرما دیتا ہے، اور یہ تو ایسے ہیں کہ ان کے بعد کوئی اور نبی آنے والا نہیں، تو انھیں جس قدر اپنی امت کا خیال ہوگا ظاہر ہے۔ تجربہ شاہد ہے کہ وہ شخص جس کے اعزا بہ کثرت ہوں وہ اپنی اولاد پر اتنا شفیق نہیں ہوتا جتنا ایک ایسا شخص جس کا کوئی عزیز نہ ہو، وہ سمجھتا ہے کہ ان کی بات پوچھنے والا، ان پر نظر شفقت ومحبت کرنے والا، ان پر ترس کھانے والا، ان کی نگہداشت کرنے والا، ان کو ہر بری بات سے روکنے والا، اور اچھی باتوں کی ترغیب دینے والا، اگر کوئی ہے تو میں ہوں۔ وہ جانتا ہے کہ اگر میں ان کا خیال نہ کروں گا تو اور کون ان کا ہمدرد ہے جو ان کا حال سنے گا، ان کی بات پوچھے گا۔

---

(١) [ارشاد العقل السليم، دار احياء التراب العربى:١٠٦/٧]

(٢) [تفسير الخازن، سورة الأحزاب : ٤٢٩/٣]

(٣) [سورةالانبياء:١٠٧]

گویا ارشاد ہوتا ہے: کہ اے ایمان والو! تمہارا مولیٰ، تمہارا والی، درد کا درماں، تمہاری بات کا سننے والا، مونسوں کا مونس، بے یاروں کا یار، بے مددگاروں کا مددگار، تمہاری مدد فرمانے والا، تمھیں غم سے چھڑانے والا، تمھیں ہر بری بات سے روکنے والا، نیکیوں کی ترغیب دینے والا، تمھیں نجات ابدی دلانے والا، تمھیں کتاب وحکمت سکھانے والا، تمھیں ہدایت کرنے والا، تمہارے نفوس کا تزکیہ کرنے والا، داد کا دینے والا، فریاد کا سننے والا، یہی ہمارا محبوب ہے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ پھراس کے بعد کوئی اور نبی آنے والا نہیں، جو تمہاری بات سنے، تمہارے زخم دل پر مرہم دھرے، تم اس کی جتنی عزت وتوقیر وقدر کرو کم ہے۔

حضرت امام فخر الدین رازی علیہ الرحمہ اپنی ''تفسیر کبیر'' میں فرماتے ہیں:

''ثم بين ما يفيد زيادة الشفقة من جانبه والتعظيم من جهتهم بقوله: ﴿وخاتم النبيين﴾ وذلك لأن النبي الذى يكون بعده نبي ان ترك شيئًا من النصيحة والبيان يستدرك من ياتي بعده، وأما من لا نبي بعده يكون أشفق على أمته وأهدى لهم وأجدى؛ اذهو كوالد لولده الذى ليس له غيره من أحد.

ہر مسلمان کا ایمان ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے جو فضائل اور خوبیاں اور تمام انبیا کو عطا فرمائیں وہ سب اپنے محبوب میں جمع فرمادیں اوران سے بہت زیادہ عطا ہوئیں۔

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری ۔۔۔ آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

پھر یہی نہیں کہ وہ فضائل وکمالات جواورانبیائے کرام علی سید ھم وعلیھم افضل الصلاۃ والسلام کوعنایت ہوئے بعینہا ویسے ہی حضور کو بخشے گئے، نہیں نہیں، جو خوبی جسے عطا ہوئی وہ بدرجہ اتم حضور کو عنایت ہوئی، مثلاً حسن کہ حضرت یوسف علی نبینا وعلیہ الصلاۃ والتسلیم کو عطا ہوا، حضور کو اس سے بڑھ کر عنایت ہوا۔ خود نبی کریم علیہ افضل الصلاۃ والتسلیم سے مروی ہے:

((کان أخي یوسف أصبح وأنا أملح))(۱)

میرے بھائی یوسف خوب گورے تھے اور میرا حسن کمال نمکین ہے۔

اور صباحت وملاحت میں جو فرق ہے ظاہر ہے۔

قال شیخنا المجدد: متع اللہ المسلمین بطول بقائه (رضي الله تعالیٰ عنه)

حسن یوسف پہ کٹیں مصر میں انگشت زناں

---

(۱) [التفسیر المظهری سورۃ یوسف: ۸۴۔ ۱۹۲/۵](۱)

سر کٹاتے ہیں ترے نام پہ مردانِ عرب

وفی هذا المعنی قال العم:(١) علیه رحمة ربه الاکرم

پیشِ یوسف ہاتھ کاٹے ہیں زنانِ مصر نے

تیری خاطر سر کٹا بیٹھے فدایانِ جمال

دوسری حدیث میں ارشاد فرمایا:

((قد رأیت یوسف فاذا هوقد أعطی شطر الحسن))(٢)

ہم نے یوسف کو دیکھا ہمارے حسن کریم سے ایک حصہ ان کو عطا ہوا۔

انبیائے کرام ہدایت ہی کے لیے مبعوث فرمائے جاتے ہیں، اور یہ ان کے اعلیٰ درجہ کے کمالات سے ہے، تو ظاہر ہے کہ تمام کمالات کی طرح حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ کمال بھی بدرجہ اتم اور سب سے اعلیٰ واعظم عنایت ہوا۔ اور اس کا درجہ اتم یہی ہے کہ حضور کی ہدایت کے بعد پھر کسی کی ہدایت کی حاجت نہ ہو، اور شک نہیں کہ دوسرا نبی یا تکمیل کو آتا ہے، یا اگر کتاب وشریعت تبدیل ہوگئی اس کی تبدیل کے لیے، اور یہاں یہ دونوں باتیں نہیں، نہ تو حضور سے کوئی بات رہی کہ حضور کو ہدایت کا درجہ اتم عنایت ہو، اور نہ تبدیل ممکن کہ حضور کو جو کتاب کریم عطا ہوئی حضور کا چاہنے والا خدا اس کی حفاظت کا خود وعدہ فرماتا ہے:

﴿إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحٰفِظُونَ﴾(١)

ہم نے یہ کتاب اتاری اور ہم خود اس کی حفاظت فرمانے والے ہیں۔

"هذا ما سنح لي بفيض الملك المنعام ـ والعلم بالحق عند ربي العلام، خذه فانه من سوانح المقام، ألقاه الله ذو الجلال والاكرام في قلب العبد المستهام، أرشدني وهداني إلى هذا المرام

لفظ "أهدى" الواقع في العبارة المارة الآن للامام فخر الدين الرازي عليه رحمة الباري"

---

(١) ذوقِ نعت: استاذ زمن حضرت مولانا حسن رضا خاں بریلوی۔

(٢) (عمدة القاری ، باب المعراج : ٢٦/١٧)

(١) [سورۃ الحجر: ٩]

اگلے صحف وکتب انبیا بھی اس بارے میں قرآن کریم کے ہم نوا ہیں، جب حضرت موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلاۃ ووالسلام پر توریت شریف نازل ہوئی، اس میں اس امت کی تعریف دیکھی، اس پر انھوں نے اپنے رب سے عرض کی:

"یا رب! إني أجد في الألواح أمة هم الآخرون السابقون فاجعلها أمتي"

اے میرے رب میں ان الواح میں ایک امت پاتا ہوں کہ وہ باعتبار زمانہ سب سے آخر ہے اور مرتبہ کے لحاظ سے سب پر مقدم۔ وہ امت میری امت فرما۔

ارشاد ہوا:

((تلك أمة أحمد)) وہ امت تو احمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہے۔

رواہ أبو نعیم عن أبي هريرة رضی الله تعالیٰ عنه۔ (۱)

صحف ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام میں ارشاد ہوا:

تمہاری اولاد قبائل در قبائل ہوگی، یہاں تک کہ نبی کریم امی خاتم الانبیا جلوہ فرما ہوں۔

رواہ ابن سعد عن عامر الشعبی۔(۲)

حضرت یعقوب علیہ الصلاۃ والسلام سے ارشاد ہوا:

میں تمہاری اولاد سے سلاطین وانبیا بھیجتا رہوں گا۔

((حتی أبعث النبي الحرمي الذي تبنی أمته هيكل بيت المقدس وهو خاتم الأنبياء واسمه أحمد.)) (۳)

یہاں تک کہ بھیجوں وہ نبی حرمی جس کی امت بیت المقدس کی تعمیر کرائے گی، وہ تمام نبیوں کا خاتم، اور اس کا نام احمد ہے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

ان دونوں حدیثوں نے بھی یہی فائدہ دیا کہ حضور خاتم الانبیا ہیں، حضور کی امت سب سے آخری امت ہے، اب آگے اور کوئی نبی نہ آئے گا کہ "حتی" انتہائے غایت کے لیے آتا ہے۔ صاف یہی معنی ہیں

---

(۱) الهداية إلی بلوغ النهاية: ۴/۲۵۶۷۔ عن قتادة

مختصر تفسير ابن كثير ۔ سورة الاعراف: ۱۵۴: ۲/۵۳۔ عن قتادة

(۲) (الطبقات الكبرى لابن سعد، باب علامات النبوة : ۱/۱۳۰۰)

(۳) (الخصائص الكبرى، باب اخذ الميثاق: ۱/۱۷)

کہ میں تبھی بھیجتا رہوں گا یہاں تک کہ حضور جلوہ فرما ہوں، یعنی حضور کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا، وہ تمام نبیوں کے خاتم ہیں، پھر اور وضاحت فرمادی کہ ان کا نام نامی احمد ہے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلاۃ والسلام کا قصہ مشہور ہے کہ جب آپ نے بھول کر گیہوں کھالیا تو ارشاد ہوا:

﴿وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَمَتَاعٌ إِلَى حِينٍ﴾(۱)

اتر جاؤ کہ زمین ایک وقت تک تمہارا مستقر اور اس میں ایک میعاد تک تمہاری پونجی ہے۔

اور یہ اترتے ہیں، تین سو برس تک توبہ فرماتے ہیں، روتے ہیں، مگر رحمت الٰہی بظاہر متوجہ نہیں ہوتی، آخر انھیں خیال آتا ہے کہ جب میں پیدا فرمایا گیا تھا تو میں نے ساق عرش پر لکھا دیکھا تھا: ''لا إله إلا الله محمد رسول الله'' محمد بہت ذی مرتبہ ہیں اور خدا کو نہایت عزیز۔ جب تو ان کا نام نامی اسم گرامی سے ملا کر لکھا ہے، انھیں کو اپنی بخشش کا وسیلہ بنانا چاہیے، کیا عجب رحمت الٰہی متوجہ ہو، انہوں نے عرض کی:

((یا رب! أسئلك بحق محمد أن غفرت لي.))(۲)

الٰہی میں تجھے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وسیلہ دے کر سوال کرتا ہوں کہ میری مغفرت فرما۔

جواب میں فرمایا: تم نے محمد کو کیسے جانا میں نے ابھی اسے پیدا نہیں فرمایا؟ عرض کی: میں نے اپنی پیدائش کے وقت ساق عرش پر لکھا دیکھا تھا، ارشاد ہوا:

((صدقت یا آدم.))(۳)

اے آدم تم نے سچ کہا۔

بے شک وہ مجھے تمام جہان سے پیارا ہے، تم نے اسے وسیلہ بنا کر اس کا واسطہ دے کر بخشش چاہی تو میں نے تمہاری مغفرت فرمائی، اگر محمد نہ ہوتا تو میں نہ تمھیں بناتا، نہ آسمان زمین پیدا کرتا۔

((وهو آخر الأنبياء من ذريتك.))(۴)

وہ تیری اولاد میں سب سے پچھلا نبی ہے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

---

(۱) [سورۃ البقرۃ: ۳۶]

(۲) (الشريعة للآجري، باب ذكر متى وجبت: ۳/۱۴۱۰)

(۳) (المستدرك للحاكم، باب آيات رسول الله صلى الله تعالیٰ عليه وسلم: ۲/۶۷۲)

(۴) (المواهب اللدنيه للقسطلاني، باب تشريف الله تعالیٰ له: ۱/۵۵)

خود حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے احادیث متواترہ میں صراحۃً ارشاد فرمایا ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ مثلاً فرماتے ہیں: صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

((أنا العاقب الذي ليس بعده نبي.))(١)

میں عاقب اور عاقب وہ کہ جس کے بعد کوئی نبی نہیں۔

اور فرماتے ہیں:

((أنا المقفى قفيت النبيين عامة وأنا قثم))(٢)

نیز ارشاد فرماتے ہیں:

((لو كان بعدى نبى لكان عمر))(٣)

میرے بعد اگر کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتے۔

حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے فرماتے ہیں:

((أنت مني بمنزلة هارون من موسىٰ، إلا أن لايكون بعدي نبي.))(٤)

تم میری بارگاہ میں وہ منزلت رکھتے ہو جو ہارون علیہ السلام کو موسیٰ علیہ السلام کی بارگاہ میں تھی، مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

نیز ارشاد ہوتا ہے: ((إنهما بعثت فاتحا وخاتما))(٥)

میں مبعوث فرمایا گیا دریائے رحمت کھولتا اور نبوت و رسالت ختم کرتا ہوا۔

عبد بن حمید امام حسن سے راوی:

((ختم الله النبيين بمحمد ﷺ وكان آخر من بعث))(٦)

اللہ عزوجل نے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نبیوں کو ختم فرمایا اور حضور سب سے پچھلے نبی

---

(١) (التمهيد لمافي المؤطا من المعاني والأسانيد: الحديث السابع عشر، ١٥٥/٩)

(٢) [الشفاء بتعريف حقوق المصطفىٰ: الفصل الثالث عشر في أسمائه، ٤٤٨/١]

(٣) (مسند الروياني: ١٧١/١ـ المستدرك: ماقب عمر، ٩٢/٣)

(٤) (مسند أبي داؤد: احاديث سعد بن أبي وقاص، ١٦٧/١)

(٥) (مصنف عبد الرزاق للصنعاني: مسئلة اهل الكتاب، ١١٢/٦)

(٦) (الدر المنثور في التفسير سورة الأحزاب: ٤٠، ٦١٧/٦)

ہوئے۔

خازن میں فرمایا کہ حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں:

((يريد لو لم أختم به النبيين لجعلت له ابنا يكون بعده نبياً يعني خاتم النبيين))(١)

یہ مراد ہے کہ اگر میں ان پر نبیوں کا سلسلہ ختم نہ کرتا تو ان کے لیے ایک بیٹا دیتا جو ان کے بعد نبی ہوتا۔

فرمایا اس سے اللہ عزوجل کی یہ مراد ہے:

کہ میں اگر ان سے نبیوں کو ختم نہ فرماتا تو انھیں بیٹا عطا کرتا کہ وہ ان کے بعد نبی ہوتا، حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضور کے خاتم النبین ہونے کا حکم فرمایا، اسی لیے کوئی لڑکا ایسا کہ وہ بالغ ہو کر مرد ہو، نہ دیا۔

یہی چند احادیث نہیں بکثرت احادیث ہیں، جنھیں ہم بخیال طوالت ترک کرتے ہیں، اور ہے یہ کہ منصف کے لیے یہی بس ہیں اور ہٹ دھرم معاند کو اگر سب نقل کر دی جائیں تو بھی مفید نہیں، جس نے کتب احادیث و تاریخ دیکھی ہیں اس پر واضح ہے کہ اکثر یہود و نصاریٰ نے حضور کے خاتم النبیین ہونے کی شہادت دی ہے۔

سعد بن ثابت کہتے ہیں: بنی قریظہ اور بنی نضیر کے علما حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صفت بیان کرتے، جب سرخ ستارہ چمکا تو انھوں نے خبر دی کہ وہ نبی پیدا ہو لیے جن کے بعد کوئی اور نبی نہیں، ان کا نام پاک ''احمد'' ہے اور ان کا دار الہجرۃ یثرب (مدینہ طیبہ) ہے۔

نیز حضرت مغیرہ بن شعبہ سے مروی ہوا کہ میں نے اسکندریہ میں ایک قبطی پادری سے جو سب سے بڑا مجتہد تھا، دریافت کیا کہ انبیا سے کوئی نبی باقی رہا، اس نے کہا:

"نعم وهو آخر الأنبياء ليس بينه وبين عيسىٰ نبي، قد أمر عيسىٰ باتباعه وهو النبي الأمي العربي اسمه احمد." ﷺ۔(٢)

ہاں اور وہ سب میں پچھلے نبی ہیں، ان کے اور حضرت عیسیٰ کے درمیان کوئی نبی نہیں، عیسیٰ کو ان

---

(١) (تفسير الخازن سورة الأحزاب: ٣٨، ٤٢٩/٣)

(٢) (الخصائص الكبرىٰ ذكر حلية الأنبياء عليهم الصلوٰة والسلام : ٢٠/٢)

کے اتباع کا حکم دیا گیا اور وہ نبی امی عربی ہیں، ان کا نام پاک احمد ہے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

اور بہت سے اوصاف وخصائص حضور کے بیان کیے، میں نے یہ سب باتیں خوب یاد رکھیں اور وہاں سے واپس آ کر مسلمان ہوا۔

ہشام بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی عہد معدلت مہد میں ہرقل نصرانی بادشاہ روم کے یہاں سفیر فرما کر بھیجا اور وہاں جو واقعات پیش آئے، حضرت علامہ جامی قدس سرہ السامی نے اپنی کتاب مستطاب ''شواہد النبوۃ'' میں وہ سب تحریر فرمائے ہیں، ہم اتنا ہی یہاں نقل کرتے ہیں جتنا ہمارے موضوع سے متعلق ہے، اگرچہ وہ روایت نہایت دلچسپ ہے مگر ہمیں اختصار مدنظر ہے۔

چوں سہ روز آں جا بودیم مارا در شب طلبیدہ، ہرچہ پرسیدہ بود باز پرسید، ما نیز جوابہا را اعادہ کردیم، بعد از ان چیزے وے طلب داشت، صندوقے چہار گوشہ بزرگ بنداند ودہ آوردند ودر آں جا خانہائے خرد بسیار بود، بر ہر یک درے وبر ہر درے قفلے یک قفل بہ کشادہ قطعہ حریر سیاہ بیرون آوردہ، آں را بکشاد در آں جا صورت مردے بود سرخ رنگ فراخ چشم کشادہ سہرین بدرازی گردن، وے ہرگز کسے راندیدہ بودیم، ومراورا ریش نبودہ، وگیسو داشت بہترین آنچہ خدائے تعالیٰ آفریدہ است گفت: ایں را می شناسید؟ گفتیم: نے، گفت: ایں آدم ست۔ صلوات اللہ تعالیٰ علیہ۔ بعد ازاں درے دیگر بکشاد وقطعہ دیگر حریر سیاہ بیروں آورد در انجا صورت مردے سفید زنجیر موے سرخ چشم بزرگ سر محاسن نکو پس گفت: ایں رامی شناسید؟ گفتیم نے، گفت: ایں نوح ست علیہ السلام (إلی أن قال) بعد ازاں درے دیگر بکشاد وقطعہ حریر سیاہ بیرون آوردہ ودر آنجا صورتے سفید بود، چوں نگاہ کردیم دیدیم کہ پیغمبر ماست صلی اللہ علیہ وسلم۔ پس گریہ بر ما افتاد وے بر پائے خاست، وبعد ازاں بہ نشست، پس گفت کہ سوگند بخدائے شما کہ ایں پیغمبر شما ست، گفتیم: آرے ایں پیغمبر ماست، گویا کہ حالا وے رامی بینیم ساعتے تیز در ما نگریست پس گفت کہ آخریں خانہائے ایں صندوق ست، لیکن من تعجیل کردم در نمودن وی تا بہ بینم کہ شما چہ می گوئید الخ۔

اللہ اللہ یہ شان ہے کہ اعدا بھی شہادت دے رہے ہیں کہ ہاں یہی وہ عظیم شان والا اللہ کا محبوب نبی ہے کہ جس کے بعد کوئی نبی نہیں، والفضل ما شهدت به الأعداء.

یہاں سے مخالف عبرت کا سبق لے کہ یہود ونصاریٰ تو حضور پر نور کے آخر انبیا اور خاتم النبیین ہونے کی گواہی دیں اور یہ نام کے مسلمان یہ کچھ بکیں۔

آیات واحادیث تو سن چکے۔ اب اقوال علما سنیے!

علما ارشاد فرماتے ہیں: حضور کی تمام انبیا پر افضلیت اور حضور کی خاتمیت پر اجماع امت ہے تو جو حضور کو افضل نہ مانے، یا تمام انبیا کا خاتم اور سب سے پچھلا نبی نہ جانے، کافر بے دین ہے۔

علامہ سعد الدین تفتازانی ''شرح مقاصد'' میں فرماتے ہیں:

"يصح أنه خاتم الأنبياء ولا يبعث بعده نبي، أجمع المسلمون على أن أفضل الأنبياء محمد ﷺ المبعوث إلى الثقلين وخاتم الأنبياء والرسل، ومعجزاته الظاهرة الباهرة باقية على وجه الزمان، وشريعته ناسخة لجميع الأديان. وشهادته قائمة فى القيامة على كافة البشر إلى غير ذلك من خصائص لا تعد ولا تحصى."(١)

صحیح ہے کہ وہ خاتم الانبیا ہیں، ان کے بعد کوئی نبی مبعوث نہ ہوگا، مسلمانوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ تمام انبیا میں افضل حضور ہیں، وہ جن وانس کی طرف مبعوث کیے گئے۔ اور وہ خاتم انبیا و رسل ہیں، ان کے معجزات ظاہرہ وباہرہ زمانہ پر باقی رہیں گے، ان کی شریعت تمام ادیان کے لیے ناسخ ہے، اور ان کی شہادت قیامت میں تمام انسانوں پر قائم ہوگی، اس کے علاوہ اور بھی بے شمار خصوصیات ہیں۔

ونیز امام فقیہ شیخی زادہ نے ''مجمع الانہر'' میں فرمایا:

"أما الإيمان بسيدنا محمد ﷺ فيجب بأنه رسولنا في الحال وخاتم الأنبياء والرسل، فإذا آمن بأنه رسول ولم يؤمن بأنه خاتم الأنبياء لا يكون مؤمناً."(٢)

رہا ہمارے حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان، تو اس طور پر ایمان لانا واجب ہے کہ وہ ہمارے رسول ہیں اور خاتم انبیا و رسل ہیں، جب ان کے رسول ہونے پر ایمان لائے اور ان کے خاتم الانبیا ہونے پر ایمان نہ لائے تو وہ مومن نہ ہوگا۔

امام یوسف شافعی اپنی کتاب ''الانوار'' میں فرماتے ہیں:

"من ادعى النبوة فى زماننا، أو صدق مدعيا لها فى زمانه ﷺ، أو من لم يكن نبيا كفر."(٣)

جس نے نبوت کا دعویٰ کیا ہمارے زمانے میں یا جس نے تصدیق کی ایسے شخص کی جس نے نبوت

---

(١) (شرح المقاصد في علم الكلام: ٢/١٩٢

(٢) (مجمع الانهر في شرح ملتقى الأبحر الفاظ الكفر انواع: ١/٦٩١)

(٣) (فتاوىٰ الشبكة الاسلامية: القاديانية ومعتقداتهم، ١/٥٨٨٥)

کا دعویٰ کیا عہد رسالت میں۔ یا ان سے پہلے مگر وہ نبی نہ تھا تو کافر ہو گیا۔

امام غزالی فرماتے ہیں:

لفظ ''خاتم النبیین'' سے ساری امت مرحومہ نے یہی سمجھا کہ یہ لفظ یہ سمجھاتا ہے کہ حضور پرنور کے بعد کوئی اور نبی یا رسول ابد تک نہ ہوگا، اور یہ کہ اس میں کسی تاویل یا تخصیص کی جگہ نہیں، جو اسے خاص کہے اس کا کلام انواع ہذیان سے ہے، اس کے حکم تکفیر سے کوئی مانع نہیں، اس لیے کہ وہ مکذب ہے اس نص کا جس کے غیر مؤول وغیر مخصوص ہونے پر امت نے اجماع کیا ہے۔

امام حجۃ الاسلام ''کتاب الاقتصاد'' میں فرماتے ہیں:

"ان الأمة فهمت من هذا اللفظ ومن قرائن احواله أنه أفهم عدم نبی بعده أبدا، أو عدم رسول بعده أبداً، وأنه ليس فيه تأويل ولا تخصيص، ومن أوله بتخصيص فكلامه من أنواع الهذيان لا يمنع الحكم بتكفير؛ لأنه مكذب لهذا النص الذي أجمعت الأمة على أنه غير مؤول ولا مخصوص."(١)

تفسیر ارشاد العقل السلیم میں ذکر کیا:

﴿وخاتم النبيين﴾أی كان أخرهم الذي ختموا به."(٢)

حضور پر نبوت ختم کر دی گئی۔

''مدارک'' امام ابوالبرکات نسفی میں ہے:

﴿خاتم النبيين﴾بفتح التاء عاصم بمعنى الطابع أي: آخرهم يعنى لا نبيا أحد بعده."(٣)

امام عاصم کے نزدیک تا کہ فتح کے ساتھ ہے مہر کے معنی میں، یعنی تمام انبیا کا آخر۔

خازن میں فرمایا:

"ختم الله بالنبوة فلا نبوة بعده أي: ولا معه.(٤)

---

(١) (كتاب الاقتصاد: باب من يحت تكفيره من الفرق، ١٣٧/١)

(٢) [تفسير ابو السعود، سورة الأحزاب،٣٢٤/٤]

(٣) (مدارك التنزيل: سورة الأحزاب، ٣٤/٣)

(٤) [تفسير خازن: الأحزاب٤، ٤٢٩/٣]

اللہ تعالیٰ نے حضور پر نبوت ختم کردی، تو نہ ان کے بعد نبوت ہے اور نہ ان کے ساتھ۔

الحمد للہ مہر نیم روز کی طرح ظاہر و باہر ہوگیا کہ ہمارے سردار مالک و مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سب سے پچھلے سب سے افضل نبی ہیں، جو اس میں ذرا بھی شک کرے کافر ہے، آیات و احادیث قطعاً اپنے عموم پر ہیں، جن میں اصلا نہ تاویل کی گنجائش، نہ تخصیص کی مجال۔

”هذا وإن شئت التفصيل فعليك بالكتاب الجليل في هذا الباب المسمىٰ بـ”جزاء الله عدوه بابائه ختم النبوة“ لسيدنا الشيخ المجدد دامت بركاتهم العالية۔ والله تعالىٰ أعلم وعلمه جل مجده أتم وأحكم.

مجہول صاحب کی خبر گیری

ا:۔ انبیائے کرام ہدایت اور دین حق کی حفاظت ہی کے لیے مبعوث ہوتے ہیں، ان کا اصل کار ہدایت ہی ہے، مجہول صاحب نے نمبر ۶۔۵۔ میں اس کا اقرار کیا ہے، نمبر ۵ میں کہتے ہیں:

”امت موسویہ میں توریت کامل شریعت موجود تھی، پھر بھی کئی رسول حفاظت توریت اور تردید اختلافات کے لیے آتے رہے“

نمبر ۶ میں بولے:

نبی یا رسول کا اصل کام، اعبدوا الله واجتنبوا الطاغوت. ہے، خواہ بذریعہ شریعت سابقہ۔ یا بہ شریعت جدیدہ ہو، یعنی تزکیہ نفوس و تعلم کتاب وحکمت۔

ہم دریافت کرتے ہیں کہ حفاظت توریت کے لیے آئے، اس کے یہ معنی ہیں یا نہیں کہ وہی انھوں نے بھی فرمایا، جو توریت مقدس نے فرمایا، وہی ہدایت کی جو توریت میں تھی، تردید اختلاف کے لیے آئے، یعنی توریت کا خلاف مٹایا اور وہی ہدایت فرمائی جو توریت نے فرمائی تھی۔

تزکیہ نفس کیا شی ہے ”یزکیھم“ کے کیا یہ معنی نہیں کہ انھیں پاک فرماتا ہے۔ پاک کاہے سے فرماتا ہے اسی ہدایت سے۔ تعلیم کتاب وحکمت کے معنی سوائے ہدایت اور کیا ہیں۔ اقرار مرد آزار مرد، مشہور ہے: ع

وہ الزام ہم کو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا

مجہول صاحب نے چاہا تو یہ کہ الزام دیں، مگر خدا کا دھرا سر پر، نصیبوں سے کسے خبر، یہ کہہ کر اپنی چنائی آپ ہی ڈھائی، اب وہ جتنے مقدمات قائم کیے تھے کہ:

(۱) کیوں کہ نبی یا رسول کا کام صرف شریعت لانا، ہدایت لانا نہیں، بلکہ اس کے علاوہ نبوت کے فرائض اور کام ہیں۔

(۲) قرآن کریم: نبوّت کی غرض صرف تکمیل ہدایت یا تکمیل شریعت لانا قرار نہیں دیتا۔

(۳) انبیائے بنی اسرائیل حضرت موسیٰ کے بعد کئی گزرے ہیں، جو کوئی شریعت یا ہدایت جدیدہ نہیں لائے۔

(۴) نبی یا رسول کا شارع ہونا شرط نہیں۔

یہ سب ہباء منثورا ہوگئے۔

۲:۔ کیا بعد اس کے کہ اللہ عزوجل حفاظت کا وعدہ فرمائے، پھر بھی ظاہری حفاظت کی ضرورت باقی رہتی ہے۔

۳:۔ مہر بیچ میں ہوتی ہے یا ختم پر۔

۴:۔ کتب اصول میں مصرح ہے کہ جمع محلی باللام اگر وہاں "ال" تعریف عہدی کا نہ بنتا ہو، اور نکرہ حیز نفی میں ہو تو وہ مفید عموم و استغراق ہے۔

منار میں فرمایا:

"و كذا إذا دخلت لام التعريف فيما لا يحتمل التعريف بمعنى العهد أوجبت العموم حتى يسقط اعتبار الجمعية إذا دخلت على الجمع.(۱)

اور ایسے ہی جب لام تعریف اس میں داخل ہوتا ہے جس میں تعریف یعنی عہد کا احتمال نہ ہو تو عموم واجب ہوتا ہے، یہاں تک کہ جمعیت کا اعتبار ساقط ہو جاتا ہے، جب کہ وہ جمع پر داخل ہو۔

اس کی شرح "نور الانوار" میں ہے:

"أو على الاستغراق فيستوعب الكل يقيناً كما في قوله تعالىٰ ﴿إن الانسان لفي خسر الا الذين آمنوا وعملوا الصٰلحٰت.﴾(۱)

یا استغراق پر تو وہ یقینی طور پر کل کا استیعاب کرتا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد میں ہے کہ "بے شک انسان گھاٹے میں ہے، مگر سوائے وہ جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے۔"

---

(۱) [المنار: مبحث العام ص: ۸۴، ۸۵]

(۱) [نور الأنوار شرح المنار: مبحث العام، ص: ۸۵]

اسی میں ہے:

”وأما إذا كان على الجمع فثمرة عمومه أنه يسقط معنى الجمع ، فلا يكون أقله الثلث ؛ إذلو بقي جمعاً لم يظهر لللام فائدة.“(۱)

اور جب وہ جمع پر ہو تو اس کے عموم کا یہ نتیجہ ہوگا کہ معنیٰ جمع ساقط ہو جائے گا، تو اس کا اقل ثلث نہ ہوگا، اس لیے کہ اگر جمع باقی رہے تو لام کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔

منار میں ہے:

”والنكرة في موضع النفي تعم.“

اور نکرہ موضع نفی میں عام ہے۔

اور یہ بھی مصرح ہے کہ آیات ونصوص اپنے عموم ہی پر رکھے جائیں گے، یہاں تک کہ اخبار احاد اگر مرفوع بھی ہوں تاہم ان سے تخصیص ناجائز، خود مجہول صاحب نے براہ نادانستگی اسے تسلیم کیا ہے۔

نمبر ۹ ملاحظہ ہو:

”کوئی حدیث نص کتاب اللہ کے خلاف حجت نہیں ہوسکتی بلکہ اگر وہ قرآن کریم کے مضامین کے خلاف ہے تو تاویل کرنی پڑے گی“

مجہول صاحب کا یہ کہنا اگرچہ علی الاطلاق صحیح نہیں، اس لیے کہ متواترات ضرور ناسخ ہوتی ہیں مگر اتنا تو ضرور ہے کہ احاد اگرچہ مرفوع ہوں پھر بھی نص قرآن عظیم کی ناسخ یا مخصص نہیں ہوسکتیں۔ کیا اب بھی مجہول صاحب یہی کہیں گے کہ النبيين اور لا نبي بعدي مفید عموم نہیں۔ نہیں تو کیوں؟۔

۵:۔ مجہول صاحب کہتے ہیں:

(ا) النبيين میں الف لام تخصیص کا بھی ہوسکتا ہے۔

یہ الف لام تخصیص کیا بلا ہے، اس کا کہاں پتا ہے، پھر یہ ”ہوسکتا ہے“ سے تو کام نہیں چلتا کہ دربارۂ اعتقاد یقین درکار ہے، نہ ظن۔ کسی اعتقادی بات کے ثبوت کو تواتر چاہیے، کیا مجہول صاحب بتا سکتے ہیں کہ یہ الف لام تخصیص کیا ہے، اور ہے تو تواتر سے ثابت کرتے، کہ یہاں الف لام تخصیص کا ہے، اور اصول کا وہ قاعدہ غلط ہے کہ جمع محلیٰ باللام مفید استغراق ہے۔

---

(۱) [نور الأنوار شرح المنار: مبحث العام، ص: ۸۵]

(۱)[أيضًا: ص: ۸۲]

٦:۔مجہول صاحب نے عجیب الٹی منطق پڑھی ہے، جہاں عموم ہوتا ہے، وہاں زبردستی تخصیص کرتے ہیں، اور جہاں خصوص، وہاں دھینگا دھانگی سے عموم لیتے ہیں۔ آیت میں لفظ سنۃ موقع عذاب کے ساتھ خاص ہے، مطلب یہ ہے کہ رسولوں کی تکذیب پر جیسے پہلے عذاب فرمایا گیا ہے، یوں ہی اب بھی عذاب فرمایا جائے گا:

﴿وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا﴾(١)

اور تو اس سنت اللہ کو تبدیل نہ پائے گا۔

کبیر میں فرمایا:

"یعنی هذا لیس بدعاًبکم بل هو سنة جارية وعادة مستمرة تفعل بالمكذبين، ﴿وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا﴾ أي ليست هذه السنة مثل الحكم الذي يبدل وينسخ، فان النسخ يكون في الأحكام، أما الأفعال والأخبار فلاتنسخ.(٢)

یعنی یہ نئی چیز نہیں ہے بلکہ سنت جاریہ اور عادت مستمرہ ہے، یہ ان پر جاری ہوتی ہے جو نبیوں کی تکذیب کرتے ہیں ﴿وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا﴾ یعنی یہ سنت اس حکم کے مثل نہیں جس میں تبدیلی اور نسخ ہوتا ہے، کہ نسخ احکام میں ہوتا ہے، رہے افعال واخبار تو وہ منسوخ نہیں ہوتے۔

ارشاد العقل السلیم میں ہے:

﴿سنة الله﴾أى سن الله ذلك في الأمم الماضية سنة، وهى أن يقتل الذين نافقوا الأنبياء وسعوا في توهين أمرهم با لإرجاف ونحوه أينما ثقفوا ﴿ولن تجد لسنة الله تبديلا﴾أصلا لابتنائها على أساس الحكمة التي عليها يدور فلك التشريع.(٣)

﴿سُنَّةَ اللّٰهِ﴾ یعنی امم ماضیہ کے حق میں اللہ تعالیٰ کی یہ سنت جاری رہی کہ وہ لوگ جہاں ملیں قتل کیے جائیں جنھوں نے انبیا کے ساتھ نفاق کیا اور جھوٹی خبریں پھیلا کر اور اسی جیسے دیگر طریقوں سے ان کے معاملے کو بے قدر کرنے میں کوشش کی ﴿وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا﴾ اور تم اللہ کی سنت کو بدلتا نہ پاؤ گے کہ اس کی بنیاد اس حکمت پر رکھی گئی ہے جس پر آسمان تشریع گردش کرتا ہے۔

---

(١) [سورة الأحزاب : ٦٢]

(٢) [التفسير الكبير سورة الأحزاب، ٦٢ــــ ١٨٤/٩]

(٣) [تفسير ارشاد : سورة الأحزاب، ٣٣٣/٤-٣٣٤]

مدارک شریف میں فرمایا:

"أى سن الله ذلك في الذين ينافقون الأنبياء أن يقتلوا أينما وجدوا."(۱)

یعنی جو لوگ انبیا کے ساتھ نفاق کرتے ہیں ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی سنت یہ ہے کہ وہ جہاں ملیں قتل کیے جائیں۔

خازن میں ہے:

"أي: المنافقين والذين فعلوا مثل ما فعل هؤلاء أن يقتلوا حيثما ثقفوا."(۲)

یعنی منافقین اور وہ لوگ جنھوں نے ان کا مثل کیا جہاں ملیں قتل کیے جائیں۔

اور کتب اصول میں مصرح ہے کہ وعیدات اپنی موارد پر مقصور ہیں۔ اگر مجہول صاحب کے طور پر اسے عام ہی رکھا جائے، تو کیا حشر نشر سب باطل نہ ہو جائے گا کہ اس عالم کا اس طور ہونا یہ بھی ایک سنت ہے، اور سنت کی تبدیلی نہیں۔ مجہول صاحب کہیں اب کیا کہتے ہیں۔

۷: ﴿اتممت عليكم نعمتي﴾ کو وعدہ کہنا مجہول صاحب ہی جیسے ضرورت سے زیادہ عقل مند کا کام ہے، پھر اس سے موجود رہنے کا اثبات بالکل اس کا مصداق ہے:

کہاں کی اینٹ کہاں کا روڑا — بھان متی نے کنبہ جوڑا

لوگو مرے مجنوں کو کوئی چرخ پہ ڈھونڈو

شیریں کی یہ فریاد تھی کلکتے میں سب سے

کیا مجہول صاحب کہہ سکتے ہیں کہ ہر زمانہ میں کوئی نہ کوئی نبی رہا ہے، اگر رہا ہے تو فرمائیں کہ آیت کریمہ ﴿على فترة من رسل﴾ کے کیا معنی ہیں؟۔

۸. مجہول صاحب کو فعل و صفت میں تمیز نہیں جبھی تو کہتے ہیں: نبی اور رسول کا بھیجنا خدائے تعالیٰ کی ایک صفت ہے، اور اگر خدائے تعالیٰ کی کوئی صفت کام چھوڑ دے تو صفت میں تعطل اور انقطاع واقع ہوتا ہے، اور بفرض غلط مجہول صاحب کی مان لیجیے تو ہم دریافت کرتے ہیں کہ خالق اس کی صفت ہے یا نہیں، ماننا پڑے گا کہ اس کی صفت ہے، تو چاہیے کہ ہر آن میں مخلوق ہو ورنہ صفت میں تعطل ہوگا۔ اس عالم کے وجود سے پہلے وہ خالق تھا یا نہیں؟ تھا تو کس چیز کا، اور اب جب یہ عالم فنا ہو جائے گا تو آپ کے

---

(۱) (مدارك التنزيل: سورة الأحزاب، ۴۶/۳)

(۲) [تفسير الخازن، أحزاب ۶۲، ۴۳۷/۳]

نزدیک وہ خالق رہے گا یا نہیں؟ ایک آن کو منقطع مانو گے یا تعطل جانو گے تو ذات کو باطل ٹھہراؤ گے۔

۹:۔قرآن کریم میں یہ آیت ﴿خاتم النبین﴾ دونوں طور پر پڑھی گئی ہے، یعنی ﴿خاتَم النبیین﴾ اور ﴿خاتِمَ النبيين﴾ قرأ عاصم بفتح التاء و الباقون بكسرها (غيث النفع للسيد على النوري السفاقسي)

قرئ بكسرالتاء أي كان خاتمهم (ارشاد العقل السليم)

بفتح التاء عاصم بمعنى الطابع اي أخرهم يعني لا ينبأ أحد بعده وغيره بكسر التاء بمعنى الطابع.(۱)

اور دونوں قرأتیں متواترہ ہیں، بلکہ قرأت سبعہ سے صرف ایک عاصم فتح تا سے پڑھتے ہیں، باقی سب کسر تا سے، اور قرأت کا انکار کفر، اب مجہول صاحب فرمائیں کہ انھوں نے نمبر (۸) میں یہ کہہ کر کہ قرآن کریم میں جو خاتم النبیین آیا ہے۔ اس میں خاتم کا لفظ وارد ہے، اور اس کے حرف ''تا'' پر زبر ہے زیر نہیں یعنی خاتِم نہیں، پس خاتم کے معنی مہر کے ہیں، ختم کرنے والے کے نہیں، کیوں کہ وہ لفظ خاتم ہے اور وہ قرآن میں نہیں۔

یہ کہہ کر کفر اوڑھا۔ یا نہیں؟۔

۱۰: نمبر ۶ر کا رد اوپر ہولیا ہے، حضرت عبد اللہ بن عباس رضی تعالیٰ عنہما پر خدا کی بے شمار رحمتیں، انھوں نے فیصلہ فرمادیا۔ کہیے مجہول صاحب ان کا فیصلہ مقبول ہے یا نہیں؟۔ یوں ہی (۲) اور (۹) کا رد بھی اوپر گزرا۔ وللہ الحمد

مسلمانو، اللہ تعالیٰ نے صاف ارشاد فرمایا: ﴿وخاتم النبيين﴾

پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اب تک سب یہی سمجھے کہ حضور سب میں آخری نبی ہیں، اور حضور کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ آج کل چند ملحد، بے دین، اگر کچھ خرافات، ہزلیات بکیں، کیا قابل التفات ہوں۔

وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين وصلى الله تعالىٰ على خير خلقه سيدنا ومولانا محمد خاتم الأنبياء والمرسلين وعلىٰ آله وصحبه أجمعين امين امين امين برحمتك يا أرحم الراحمين۔

---

(۱)(مدارك التنزيل: سورة الأحزاب، ۳/ ۳٤)